اللہ کا ایک بندہ اللہ کے گھر میں

قاضی اطہر مبارکپوری

اللہ کے نیک بندوں کی زندگیاں اپنے ماحول میں کن کن حالات سے دوچار ہوتی ہیں، ان پر حالات وواردات کے کیسے کیسے عالم گذرتے ہیں، وہ دنیا کی نگاہوں سے چھپ کر اپنے روحانی حسن وجمال کے جلووں میں کس طرح کھو جاتے ہیں وہ اپنے کو عبدیت وخدا پرستی کے جلووں میں کھو کر کس طریقہ سے معرفت وحقیقت کی بارگاہ میں ظہور پذیر ہوتے ہیں، اللہ والے اللہ کے گھر میں پہونچ کر آداب واخلاص کی کیا قدریں پیش کرتے ہیں اور عجز وانکساری کی منزلوں کو طے کرکے کس انداز سے منزل ولایت میں پہونچ جاتے ہیں؟ اور دنیا والے ظاہر میں ان کو کیا سمجھتے ہیں؟ اور وہ حقیقت میں عرش والوں کے لئے کیا ہوتے ہیں؟

ان باتوں کو سمجھنے کے لئے آج سے ٹھیک ۸۹۵ برس پہلے کا ایک واقعہ سنئے اور عبرت واثر پذیری کے کان سے سنکر اسکے لئے عبدیت وخدا پرستی کی جگہ دل میں پیدا کیجئے۔

مشہور اسلامی سیاح جغرافیہ نویس محدث وفقیہہ اور صاف دل، عالم اسلام حضرت علامہ ابو الحسین محمد ابن جبیر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ واقعہ سنئے۔

ابن جبیر اندلسی اپنے سفر نامہ میں مکہ معظمہ کے ایمان افروز حالات لکھتے ہوئے شب برات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آج رویت ہلال کے حساب سے شعبان ۵۷۹ھ کی پندرھویں شب سنیچر کی رات ہے اہل مکہ کے نزدیک شعبان کی پندرھویں شب بڑی خیر وبرکت کی ہے۔ اس رات میں تمام اہل شہر اعمال خیر کی کوشش کرتے ہیں۔ حرم شریف میں خوب زیب وزینت ہوئی عشاء کی نماز کے بعد لوگوں نے باجماعت نمازیں پڑھنی شروع کیں، شمعیں اور چراغ روشن ہوئے اس پر طرہ یہ کہ چاند اور تاروں کی روشنی کعبہ اقدس کی تجلیات و انوار سے دست وگریباں ہے، ایسی رات کبھی وہم وخیال میں بھی نہیں گذری تھی، کتنے حضرات نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں۔ بعض بلاجماعت مقام میں مصروف نماز ہیں۔ بعض عمرہ کو گئے ہیں اکثر طواف کر رہے ہیں، حاصل کلام یہ کہ حرم پاک کی اس رات کے فضائل وبرکات مشہور ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان برکتوں سے مستفیض فرمائے، اس رات میں حرم کعبہ کے اندر میرے رفیق سفر احمد بن حسان نے ایک عجیب غریب بات کا مشاہدہ کیا واقعہ یہ ہے کہ ایک تہائی رات باقی تھی شب برات کا پچھلا پہر ہو چکا تھا اس وقت احمد بن حسان پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ قبۂ زمزم کی اس دیوار کے پاس سونے کے لئے لیٹ گئے جو حجر اسود کے سامنے ہے ان کے سرہانے اس چبوترہ پر ایک عجمی مرد بیٹھا ہوا عالم وجد میں بڑے ذوق وشوق سے کچھ اشعار پڑھ رہا ہے اور ہر شعر کے بعد جگر گداز آہ کھینچتا تھا، عالم مستی وہشیاری میں کبھی آواز کو اس قدر پست کر دیتا تھا کہ سنائی نہیں دیتی تھی اور کبھی آواز بلند کرکے دلوں کو ہلا دیتا تھا، اس کے اس سوز وگداز کلام نے احمد بن حسان کی نیند کو اچاٹ کر دیا اس عجمی صاحب دل نے اس شعر پر اپنی نظم ختم کی

اَنْ کَانَ سُوْءُ الْفِعَالِ اَبْعَدَنِیْ
فَحُسْنُ ظَنِّیْ اِلَیْکَ قَرَّبَنِیْ

"یعنی اے خدا! اگرچہ میرے اعمال بد نے مجھکو تجھ سے دور کر دیا ہے مگر تیرے ساتھ میرے حسن ظن نے مجھے تجھ سے قریب کر دیا ہے"

وہ آدمی اس شعر کو اس انداز سے بار بار پڑھتا تھا کہ سننے والوں تک کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے وہ اس شعر کو دہرائے جا رہا تھا کہ اسی عالم میں اسکی آواز ایکبارگی مدھم پڑ گئی اور اسکے آنسو یک بیک رک گئے۔ احمد بن حسان کو خیال گذرا کہ کہیں اس آدمی کو

غش نہ آجائے انہوں نے اس خیال سے سر اٹھا کر دیکھا تو واقعی بیہوشی کے عالم میں چبوترہ سے نیچے گر چکا تھا اور بے حس و حرکت پڑا تھا۔ احمد بن حسان یہ حادثہ دیکھکر گھبراہٹ میں اٹھے اور سوچنے لگے کہ آیا یہ آدمی زندہ ہے یا مر چکا ہے کیونکہ چبوترہ جس پر سے وہ گرا تھا زمین سے کافی اونچا تھا ایک دوسرا شخص جو اس چبوترہ کے نیچے سو رہا تھا وہ بھی گرنے کی آواز سنکر اٹھکر کھڑا ہو گیا اور دونوں حیرت اور سکتہ کے عالم میں اس عجمی کی طرف دیکھنے لگے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اس کے پاس جائے اور اسے ہلائے اسی حالت میں ایک عجمی عورت ادھر سے گذری اور اس نے جو یہ حال دیکھا تو کہا کہ تم دونوں نے غضب کیا ہے کہ اسے اس حالت پر چھوڑ دیا ہے پھر وہ عورت جلدی سے گئی اور زمزم کا تھوڑا پانی لاکر اس کے چہرہ پر چھڑکنے لگی اس عورت کی جرأت اور ثابت قدمی کو دیکھکر یہ دونوں بھی آگے بڑھے اور اسے زمین سے اٹھایا، اس نے ہوش میں آتے ہی ان دونوں سے منہہ کو چھپاکر "باب بنی شیبہ" کی راہ لی اور یہ دونوں کھڑے تعجب و حیرت سے اسکی طرف دیکھتے رہے۔

احمد بن حسان کو بعد میں اس بات پر بڑا افسوس ہوا کہ وہ ایسے صاحب دل کی دعا سے کیوں محروم رہے اور کم از کم اس وقت اسکی صورت کیوں نہ پہچان لی تاکہ دوسرے وقت اسکی صحبت سے فیض اٹھاتے۔

اس دل دوز اور عبرت انگیز واقعہ کی تفصیل کے لئے سفر نامہ ابن جبیر اندلسی رح صفحہ ١١٧ و ١١٨ ملاحظہ فرمائیے۔

اے کاش اللہ کے گھر جانیوالوں کے اندر اس مرد خدا کا اخلاص اس کی اثر پذیری اس کی عزیمت و استقامت اور اسی کی توجہ و انابت کی روح بیدار ہو جائے اور وہ بھی حرم شریف کی راتوں میں مخلوق خدا سے چھپکر اپنے مولا سے اس طرح ہمکنار و ہمراز ہو کر عالم وجد و نشاط میں ہوش و حواس کو فانی دنیا سے بیگانہ ہو کر معرفت و حقیقت کے حقیقی معمورے میں آباد ہو جایا کریں اور پھر اس مقام عبدیت میں وہ اخلاص ہو کر آفاقیوں کی بھیڑ میں اس تماشائے عبدیت کے برپا ہونے کے باوجود جب آنکھ کھلے تو دامن عجز و انکسار میں اپنا منہہ چھپا لیں تاکہ لوگ ان کے تماشائے راز و نیاز کو مشغلہ نگاہ نہ بنا سکیں اور خدا کے ان بندوں کی صف میں آجائیں تو عبدیت اور تقوے کے اعلی مقام پر پہونچنے کے بعد بھی اپنے مقام سے خود واقف نہیں ہوتے کیونکہ منزل کی واقفیت ہی رہروان حقیقت کی واماندگی اور سستی و کم رفتاری کی سب سے بڑی وجہ بن جاتی ہے اسی لئے تو عارف رومی رح نے فرما دیا ہے ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر بر روئے می رسی بر روئے بالیست

اس بوسیدہ حال عجمی صاحب دل کے واقعہ سے ہمیں یہ بات بھی بخوبی معلوم ہو گئی کہ بہت سے اللہ کے صالح بندے ظاہری طور سے بالکل بے حیثیت اور معمولی آدمی معلوم ہوتے ہیں مگر باطنی طور پر وہ بہت ہی خداترس اور نیک و صالح ہوتے ہیں ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان ناز و نیاز کا معاملہ ہوتا ہے، اور خدا ایسے ان بظاہر کچھ نہیں اور بباطن سب کچھ رکھنے والوں کو حد درجہ دوست رکھتا ہے حدیث شریف میں ایسے ہی اہل اللہ کے لئے صاف طور سے فرمایا ہے کہ اللہ کے بہت سے بندے بظاہر ایسے ہوتے ہیں ان پر گرد و غبار چھایا ہوا ہوتا ہے بدن پر پھٹے پرانے کپڑے ہوتے ہیں، سر اور ڈاڑھی کے بال نہایت پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہوتے ہیں، ان کی بدحالی اور خستہ حالی کی وجہ سے لوگ اپنے دروازوں سے ان کو دھکا دے دے کر نکالتے رہتے ہیں مگر ان کا مقام یہ ہوتا ہے۔ کہ

لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ

"اگر وہ خدا پر کوئی قسم رکھدیں تو خدا ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

پس دیکھو کہ جنہیں بدحالی و خستگی کی وجہ سے ارباب دنیا اپنے دروازوں سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کی جناب میں مقام عجز و عبادت کی اس سربلندی و برتری کے ایک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی بھی اپنے ان بندوں کی بات کو رکھ لیتا ہے۔ اور وہ بات پوری کر دیتا ہے۔